قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعہ 17 جنوری2020ء | 21جمادی الاوّل1441ہجری قمری | جلد :2 | شمارہ :15

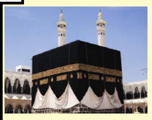

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَلَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل:83)

ترجمہ:اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفاءہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور وہ ظالموں کو گھاٹے کے سوا کسی اور چیز میں نہیں بڑھاتا۔

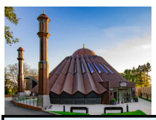

فرمان خلیفہ وقت

دعا سے دینی و دنیاوی فوائد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں ۔

"پس جب یہ ایک ہتھیار ہے اور واحد ہتھیار ہے جو کسی اور کے پاس ہے ہی نہیں تو پھر ہم اپنے غلبہ کے دن دیکھنے کے لئے کس طرح اس کو کم اہمیت دے سکتے ہیں، کس طرح دعاؤں کی طرف کم توجہ دی جاسکتی ہے۔ہم ان لامذہبوں کی طرح نہیں ہیں،یہ تو نہیں کہہ ہونٹ ہلانے سے بھی فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ہم تو یہ کہتے ہیں، بلکہ ہمارا جواب یہی ہونا چاہیئے کہ ہاں جب ہونٹ اللہ کا نام لینے کے لئے ہلائے جائیں،جب دل کی آواز ہونٹوں کے ذریعہ سے باہر نکلے اور اللہ سے مدد مانگی جا رہی ہو تو نہ صرف عام فوائد دینی و دنیاوی حاصل ہوتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں سے ٹکرانے والے، ایسے اللہ والوں کو تنگ کرنے والے، چاہے وہ لوگ ہوں یا حکومتیں ہوں وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی ہیں، پاش پاش ہوجاتی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 28نومبر2003ء)

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی درج ذیل ویب سائٹ زیادہ سے زیادہ وزٹ کریں اوراپنے عزیزواقارب کو بھی مطلع فرمائیں۔

www.alfazlonline.org

اسی طرح اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں، اعلانات، آراءاورخطوط اس ایڈریس پر بھجیں اوردعاؤں میں یادرکھیں۔

info@alfazlonline.org

(ایڈیٹر)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دوزخ کی آگ سے بچو

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے آگ جلائی اور بھنورے اور پروانے اس میں گرنے لگے وہ آدمی ان پروانوں کو آگ سے ہٹانے لگ گیا تاکہ وہ آگ میں جل نہ مریں۔ایسا ہی دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے میں تم کو پیچھے سے پکڑتا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے نکل نکل جاتے ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل)

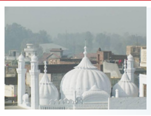

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

حصولِ فضل کی راہیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"یاد رکھوکہ خدا تعالیٰ کے فضل کے حاصل کرنے کے دوراہ ہیں۔ایک تو زُہد نفس کشی اور مجاہدات کا ہے اور دوسرا قضاء وقدر کا۔لیکن مجاہدات سے اس راہ کا طے کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ اس میں انسان کو اپنے ہاتھ سے اپنے بدن کو مجروح اور خستہ کرنا پڑتا ہے۔عام طبائع بہت کم اس پر قادر ہوتی ہیں کہ وہ دیدہ و دانستہ تکلیف جھیلیں۔لیکن قضاء و قدر کی طرف سے جو واقعات اور حادثات انسان پر آکر پڑتے ہیں وہ ناگہانی ہوتے ہیں اور جب آپڑ تے ہیں تو قہرِ درویش برجان درویش ان کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے جو کہ اس کے تزکیۂ نفس کا باعث ہو جاتا ہے جیسے شہداء کو دیکھو کہ جنگ کے بیچ میں لڑتے لڑتے جب مارے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے نزدیک کس قدر اجر کے مستحق ہوتے ہیں۔یہ درجاتِ قرب بھی ان کو قضاء و قدر سے ہی ملتے ہیں ؛ورنہ اگر تنہائی میں اُن کو اپنی گردنیں کاٹنی پڑیں تو شاید بہت تھوڑے ایسے نکلیں جوشہید ہوں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ غرباء کو بشارت دیتا ہے۔

وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ...(البقرہ : 156، 157)

اس کا یہی مطلب ہے کہ قضاو قدر کی طرف سے ان کو ہر ایک قسم کے نقصان پہنچتے ہیں اور پھر وہ صبر کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی عنائتیں اور رحمتیں ان کے شامل حال ہوتی ہیں،کیونکہ تلخ زندگی کا حصہ ان کو بہت ملتا ہے،لیکن امراء کو یہ کہاں نصیب۔امیروں کا تو یہ حال ہے کہ پنکھا چل رہا ہے۔آرام سے بیٹھے ہیں۔خدمتگار چائے لایا ہے۔اگر اس میں ذرا سا قصور بھی ہے ۔خواہ میٹھا ہی کم یا زیادہ ہے تو غصہ سے بھر جاتے ہیں۔خدمتگار پر ناراض ہوتے ہیں۔بہت غصہ ہو تو مارنے لگ جاتے ہیں۔حالانکہ یہ مقام شکر کا ہے کہ اُن کو ہل جوتنا نہیں پڑا۔کاشتکاری کے مصائب برداشت نہیں کئے۔چولہے کے آگے بیٹھ کر آگ کے سامنے تپش کی شدت برداشت نہیں کی اور پکی پکائی شئے محض خدا کے فضل سے سامنے آگئی ہے۔چاہئے تو یہ تھا کہ خدا کے احسانوں کو یاد کر کے رطب اللساں ہوتے۔لیکن اس کے سارے احسانوں کو بھول کر ایک ذرا سی بات پر سارا کیا کرایا رائیگاں کردیتے ہیں؛ حالانکہ جیسے وہ خدمتگار انسان ہے اور اس سے غلطی اور بھول ہو سکتی ہے ویسے ہی وہ (امیر) بھی تو انسان ہے۔اگر اس خدمتگار کی جگہ خود یہ کام کرتا ہوتاتو کیا یہ غلطی نہ کرتا؟ پھر اگر ماتحت آگے سے جواب دے تو اس کی اور شامت آتی ہے اور آقاکے دل میں رہ رہ کر جوش اُٹھتا ہے کہ یہ ہمارے سامنے کیوں بولتاہے اور اسی لئے وہ خدمتگار کی ذلت کے درپے ہوتا ہے؛ حالانکہ اس کا حق ہے کہ وہ اپنی غلطی کی تلافی کے لئے زبان کشائی کرے۔اس پر مجھے ایک بات یاد آئی ہے کہ سلطان محمود کی (یا ہارون الرشید کی) ایک کنیز تھی۔اُس نے ایک دن بادشاہ کا بستر جو کیا تو اُسے گدگدا اور ملائم اور پھولوں کی خوشبو سے بسا ہوا پاکر اس کے دل میں آیا کہ میں بھی لیٹ کر دیکھوں تو سہی اس میں کیا آرام حاصل ہوتا ہے۔وہ لیٹی تو اسے نیند آگئی۔جب بادشاہ آیا تو اسے سوتا پا کر ناراض ہوا اور تازیانہ کی سزا دی۔وہ کنیز روتی بھی جاتی اور ہنستی بھی جاتی۔بادشاہ نے وجہ پوچھی تو اُس نے کہا کہ روتی تو اس لئے ہوں کہ ضربوں سے درد ہوتی ہے اور ہنستی اس لئے ہوں کہ میں چند لمحہ اس پر سوئی تو مجھے یہ سزا ملی اور جو اس پر ہمیشہ سوتے ہیں ان کو خدا معلوم کسی قدر عذاب بھگتنا پڑے گا۔"

(ملفوظات جلد چہارم ص 88)

اداریہ

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

پودا،درخت اور شاخ کے الفاظ مذہبی دنیا میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم کی سورۃ ابراہیم میں شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ کی مثال اچھے، پاک کلمہ اور بُرے ، ناپاک اور پلید کلمہ سے دی ہے۔

درخت اور شاخ کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھ کر آرٹیکل لکھے جا سکتے ہیں تاہم آج قرآن کریم کی اسی آیت کا سہارا لے کر کلمہ طیبہ اور شجرہ طیبہ کے حوالے سے اس اداریہ میں ذکر ہو گا۔

مفسرین اورعلمائے کرام نے کلمہ طیبہ سے مراد سب سے پہلے قرآن کریم کو لیا ہے۔ جس کی مثال ایسے شجرہ طیبہ سے دی گئی ہے۔ جس کی تین خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔

جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے۔

”پاک کلمات پاک درختوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ جن کی جڑھ مضبوط ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں اور ہمیشہ اور ہر وقت ترو تازہ پھل دیتے ہیں۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد2 صفحہ 753)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی حقیقت بیان کی ہے یعنی اس کلام الٰہی کی جو تازہ اور پاکیزہ ہو اور انسانی دستبرد سے پاک ہو۔“

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 465)

اور آج 1400 سال گزرنے کے بعد بھی اس عظیم مبارک کتاب کی زیر زبر محفوظ ہے اور کلیۃً غیر مبدل ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوطی سے پیوست ہے اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور ہر روز، ہر گھڑی اور ہر لمحہ ہم اس عظیم الشان کتاب سے معارف و محاسن کے نت نئے نکتے حاصل کرتے رہتے ہیں جو ہماری روحانی زندگی کی علامت ہیں۔

2۔دوسرے نمبر پر مفسرین کلمہ طیبہ سے مراد ”دین اسلام“ کو لیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”کیا تونے نہیں دیکھا کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنی مثال دین کامل کی کہ بات پاکیزہ،درخت پاکیزہ کی مانند ہے۔ جس کی جڑ ثابت ہو اور شاخیں اس کی آسمان میں ہوں اور وہ ہر ایک وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہو اور یہ مثالیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تا لوگ ان کو یاد کرلیں اور نصیحت پکڑ لیں۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 754)

اور یہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک ایسا پاکیزہ مذہب ہے جس کی تعلیمات انصاف، عدل اور تقویٰ پر مبنی ہیں نہ افراط ہے نہ تفریط ۔ امن پسند ہے اور امن پسندی کو پسند کرتا ہے۔ اس فیج اعوج کے دور میں جب بعض نام نہاد علماء اور صوفیاء کی طرف سے اسلام میں بعض رسومات اور خرافات کی ملونی ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانے کے امام حضرت مرزا غلام احمدؑ کو پیدا کیا۔ جس نے مذہب اسلام پر پڑی گرد کو پاک صاف کیا اور آپ کی وفات کے بعد خلفاء احمدیت، اسلام کا حسین و پاک چہرہ صاف کر کے دنیائے اسلام کے سامنے پیش کرتے رہے اور اب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی عظیم اور با برکت رہنمائی میں اسلام کو رسومات اوردوسری غیر اسلامی تعلیمات سے دور اور پاک رکھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا جاتاہے اور ایسی حسین تعلیم کے پیش نظر جبکہ اسلامی فوبیا عروج پر ہے۔کیا عیسائی، کیا یہودی اور غیر مذہب والے دہریہ لوگ بھی اسلام کی ان تعلیمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو آنحضورﷺ پر نازل ہوئیں اور آج دربار خلافت سے صاف دُھل کر چمک کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش ہو رہی ہیں۔ جس کی اصل یعنی جڑ مضبوط ، شاخیں آسمان سے باتیں کر تی اور روزانہ نئے نئے پھل عطا کرتا رہتا ہے۔ تو گویا یہ ببانگ دہل کہا جا سکتا ہے کہ آج اسلام احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے روپ میں دنیا بھر میں ایک بار پھر جلوہ گر ہے اورسالار اسلام واحمدیت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی سر کردگی میں اپنا حقیقی اور اصل چہرہ دنیا کے سامنے پیش ہو رہا ہے۔

3۔کلمہ طیبہ سے ایک مراد وہ مومن بھی لئے جاتے ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰﷺ پر کامل ایمان لائے اور آج دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیت کے جال کے ذریعے کلمہ حق پڑھ کر اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور صحابہؓ کا روپ دھارتے ہیں۔ ان کی زبانیں پاک اور ان کے اعمال ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آتے اور درجہ مقبولیت پاتے ہیں۔یہ لوگ آج اس قرآنی آیت وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا کے حقیقی مصداق نظر آتے ہیں۔ یہی وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اے میرے درخت وجود کی سر سبز شاخو! کے لقب سے پکاراہے۔ یہاں یہ امر ذہن میں رہے کہ یہاں آپؑ نے ٹہنی کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ شاخ کا لفظ استعمال فرمایا جو زندہ رہتی ہے اور اصل یعنی جڑسے خوراک لیتی اور پھل دیتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ۔تُؤۡتِیۡۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّهَا۔

حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر کے تحت ”فوٹ نوٹ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام کا جو شجرہ طیبہ ہے اس میں ہمیشہ خدا رسیدہ لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔“

اللہ ہم سے ہر ایک کو اس آیت کا مصداق بن کر اخلاق حسنہ اپناتے ہوئے اور اخلاق رذیلہ کو خیر آباد کہتے ہوئے اس نئے سال میں اپنے آپ کو پاک و مصفّٰی بنا کر دنیا میں پیش کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

راحتیں نصیب ہوں

خدا کرے کہ ہر کسی کو راحتیں نصیب ہوں
محبتوں کی دولتیں، رفاقتیں نصیب ہوں

خدا کرے امامِ وقت کی ہمیں دعا لگے
اُنہیں کبھی نہ غم،نہ دکھ، نہ درد کی ہوا لگے

خدا کرے کہ درد سے کوئی نہ بیقرار ہو
مریض کو طبیب کا کبھی نہ انتظار ہو

معاملات زندگی کچھ اسطرح عجیب ہوں
اگر مریض ایک ہو تو ساتھ دو طبیب ہوں

خدا کرے کہ ہر کسی کی زندگی گلاب ہو
یہاں بھی کامران ہو وہاں بھی کامیاب ہو

خدا کرے کہ بیٹیوں کو نیک ہمسفر ملیں
سدا سکھی رہیں جہاں وہ شادمان گھر ملیں

خدا کرے مسافروں کو ہر گھڑی امان ہو
جہاں بھی دھوپ ہو کڑی وہیں پہ سائبان ہو

خدا کرے وفاؤں کا ہر ایک کو صلہ ملے
کوئی اگر غزل کہے تو داد بے پناہ ملے

مبارک احمد صدیقی۔لندن

مولانا عطاءالمجیب راشد۔لندن

عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا (الفرقان: 75)

اللہ تبارک و تعالیٰ کی پیدا کردہ یہ حسین و جمیل دنیا آج بے شمار مصائب اور مسائل میں گھرِ چکی ہے۔خود اپنی شامتِ اعمال کے نتیجہ میں انسانیت مختلف نوعیت کی مشکلات سے دوچار ہے۔ خدا کی ہستی کا انکار، لا دینیت ، سیاسی اور معاشی ، ملکی اور عالمگیر مسائل کی ایک لمبی فہرست ہے۔اس تناظر میں ایک بہت بڑا عالمگیر مسئلہ گھروں کے سکون اور عائلی زندگی کی خوشی کا فقدان ہے۔

عائلی زندگی کے حوالہ سے مذہب اسلام اس بات کا علَم بردار ہے کہ اس کی تعلیمات میں ازدواجی زندگی کو کامیاب اورخوشگوار بنانے کے سلسلہ میں کامل رہنمائی موجود ہے۔یہی بات میرے آج کے مضمون کا موضوع ہے کہ عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں اسلامی تعلیمات کے چند پہلو اختصار سے پیش کروں گا۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ صرف تعلیمات کا علم کافی نہیں بلکہ ان کے مطابق عمل کرنے سے ہی عائلی زندگی کامیاب اور راحت بخش ہو سکتی ہے۔

کامیاب عائلی زندگی کا نسخۂ کیمیا۔ تقویٰ

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک نہایت خوبصورت مصرعہ لکھا کہ :۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے

دوسرا مصرعہ ابھی آپؑ سوچ ہی رہے تھے کہ الہاماً اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیا :۔

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔

غور کیا جائے تو اس خوبصورت شعر میں انسان کی ساری زندگی اس کے دین، ایمان ، فلاح اور کامیابی کا راز بیان کر دیا گیا ہے۔ایک مسلمان کی ازدواجی زندگی کا نقطۂ آغاز تقریب نکاح ہے۔اس موقعہ پر رسول پاک صلی اللہ علیہ و سلم نے تلاوت کے لئے قرآن مجید کے تین مقامات سے چار آیات کریمہ کا انتخاب فرمایا۔ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کی تاکید کی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔

”اللہ تعالیٰ نے پانچ جگہ نکاح کے موقع پر تقویٰ کا لفظ استعمال کر کے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا ہر فعل، تمہارا ہر قول، تمہارا ہر عمل صرف اپنی ذات کے لئے نہ ہو بلکہ تقویٰ پر بنیاد رکھتے ہوئے،اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اللہ کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو اور ایک دوسرے کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو۔“

(مستورات سے خطاب، 23 جولائی 2011ء برموقع جلسہ سالانہ یوکے)

تقویٰ کی اہمیّت حضرت مسیح پاکؑ کے مبارک الفاظ میں سنیے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

”قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیز گاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوّت بخشتی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھیدیہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے۔“

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

حق یہ ہے کہ کامیاب اور بابرکت عائلی زندگی کا نسخۂ کیمیا یہی تقویٰ ہے۔یہی وہ گوہرِ آبدار ہے جس کی برکت سے ازدواجی زندگی ایک شجرۂ طیبہ بن جاتی ہے۔اس کی جڑیں تقویٰ کی زمین میں پیوستہ ہوتی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہیں اور اسی جوہر کی برکت سے یہ درخت ایک سدا بہار درخت بن جاتا ہے جو زندگی کے ہر مرحلہ میں ہمیشہ تازہ بتازہ لذیذ پھل عطا کرتا ہے۔ازدواجی زندگی اور اس کی کامیابی کی حقیقی بنیاد تقویٰ ہے۔جس گھر میں تقویٰ کی دولت ہے وہ گھر رحمتوں اور برکتوں کا خزینہ ہے اور جس گھر میں تقویٰ نہیں وہ ایک ویرانہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو تقویٰ کی بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو ! ہے حاصلِ اسلام تقویٰ
خدا کا عشق، مے اور جام تقویٰ

تقویٰ کا مضمون بہت وسیع ہے اور انسان کی ساری زندگی پر حاوی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقویٰ کی ایک خوبصورت تعریف فرمائی۔ فرمایا:۔

”تقویٰ یہی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بُرائی کو بھی بیزار ہو کر ترک کرنا ، ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہوئے اختیار کرنا“

(خطاب مورخہ 23 جولائی 2011ء برطانیہ)

عائلی زندگی کا اصل الاصول

عائلی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے اسلام نے ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں کو تاکیداً فرماتا ہے:۔عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:20) کہ اے مسلمان مردو! تم اپنے گھروں کو جنّت کا گہوارہ بنانا چاہتے ہو تو اس اصول پر مضبوطی سے کاربندہوجاؤکہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔اس آیت کریمہ میں ایسی سنہری ہدایت دی گئی ہے جو اصولی اور بنیادی ہے اور عائلی زندگی کو خوبصورت بنانے کی پختہ ضمانت بھی ہے۔

اس سنہری اصول کی وضاحت میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم کی یہ خوبصورت حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:۔

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهٖ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ

(مشکوٰۃ۔ باب عشرۃ النّساء)

کہ اے مسلمانو! خدا کی نظر میں تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے صحابہؓ کو مزید ترغیب دلانے کی غرض سے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ دیکھو میں تم کو جو تعلیم دیتا ہوں اس پر سب سے پہلے میں خود عمل کرتا ہوں۔میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں اپنے اہلِ خانہ سے سلوک کرنے میں تم سب سے بہتر ہوں۔ پس میرے نمونہ کو سامنے رکھو اور اس کی پیروی کرو ، تم بھی خداکی نظر میں اس کے محبوب بن جاؤ گے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ و سلم نے مزید فرمایا کہ

مومن مرد اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ بھی ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے اس کا ثواب ملے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب ا لنکاح)

حسن معاشرت کے بارہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ و سلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جگہ جگہ تاکیدی نصیحت فرمائی ہے۔آپؑ نے فرمایا:

”خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو۔عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگراِس حکم الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات“

(ملفوظات جلد ششم۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔ صفحہ 351)

پھر ایک موقع پر فرمایا :

”بیوی اسیر کی طرح ہے اگر یہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جس کی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے“

(ملفوظات جلد ششم۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان۔صفحہ 381)

ایک دفعہ ایک دوست کی شکایت ہوئی کہ وہ بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے تو آپؑ نے فرمایا:۔”ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے“

(ملفوظات جلد دوم۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔ صفحہ 2)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”چاہیے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو“

(ملفوظات جلد 5۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔صفحہ 418)

خوشگوار عائلی زندگی کی کلید : دعا

عائلی زندگی کی کامیابی کی کلید دعا ہے۔ دعا کیا ہے ؟ اپنے آپ کو لا شئ محض یقین کرتے ہوئے، قادروتوانا خدا کے حضور پیش کرنا،اس کامل یقین کے ساتھ کہ دعا کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں اور دعا کے ساتھ ہر چیز ممکن ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعا سے اور اگر اندھے بینا ہو سکتے ہیں تو دعا سے۔پس یہی دعا ہے جو پتھر دل خاوند کو موم کر سکتی ہے،جو باغیانہ سرشت کی بے باک عورت کو رام کر سکتی ہے۔پس عائلی زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانے کا تیر بہدف نسخہ دعا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے محبوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے ازدواجی زندگی کے قدم قدم پر مومنوں کو دعائیں سکھائیں اور اس بارہ میں تاکید فرمائی۔

دعا کا آغاز کس مرحلہ سے ہونا چاہیے ؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

”حضرت میر ناصر نواب صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ اعزاز کس طرح ملا اور کیا کام آپ نے کیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو اتنا بڑا مقام حاصل ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے داماد بنے؟ انہوں نے بتایا کہ جب میری یہ بچی پیدا ہوئی تھی تو میں نے اس طرح تڑپ کے ساتھ جس طرح ایک ذبح کیا ہوا جانور تڑپتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضوریہ دعاکی تھی کہ اس کو خود سنبھالنا اور ایسا مقام عطا کرنا جو دنیا میں کسی کو نہ ملا ہو۔ جب حضرت میر صاحب یہ بیان فرما رہے تھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے“

(خط حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محررہ یکم اپریل 2011ء مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا اپریل 2011ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پرفرمایاہے:۔

”ہر ماں باپ کو اولاد کے لئے اس کی شادی کی عمر سے بہت پہلے دعائیں شروع کردینی چاہئیں تاکہ انہیں نیک نصیب عطا ہوں اور ان کی آئندہ عائلی زندگی پُرسکون اور خوشیوں سے معمور ہو۔ شادی شدہ جوڑے بھی اپنے ہاں نیک اولاد عطا ہونے کی دعائیں کرتے رہیں تو یہ بہت مبارک طریق ہے“

(خط حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محررہ یکم اپریل 2011ء۔ مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا اپریل 2011ء)

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جب رشتہ کی تلاش کا مرحلہ آئے تو اس موقع پر خود بھی دعا کرو،بچوں کودعاکی تلقین کرواوردعائیں کرتے ہوئے سب مراحل طے ہوں۔دینی پہلواورکفوکوترجیح دی جائے۔اعلانِ نکاح ہو،رخصتانہ ہو،خلوت کاوقت ہوغرض ہر مرحلہ پر دعا ہی مومن کا سہارا ہے۔قرآن مجید نے عباد الرّحمٰن کی ایک مستقل خوبی یہ بیان کی ہے کہ وہ ہمیشہ عائلی زندگی کے حوالہ سے یہ دعا کرتے رہے ہیں:۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا (الفرقان: 75)

کہ اے ہمارے رب ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

ایک تو یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ جو دعا خود خدا تعالیٰ نے سکھائی ہو وہ اپنی افادیت اور قبولیت میں سب سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ دوسرے یہ دعا ایسی ہے کہ مردوں اور عورتوں دونوں سے متعلق ہے کیونکہ عربی میں ”زوج“ کا لفظ خاونداوربیوی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔تیسرے یہ کہ نیکی دراصل وہی ہے جس میں تسلسل اور دوام پایا جائے۔آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک میں یہ دعا بھی شامل ہے کہ بچے بھی حقیقی معنوں میں متقی ہوں اور نیکی کا تسلسل جاری رہے۔یہ ایک نہایت ہی جامع دعا ہے جس سے سارا گھر خوشی اورمسرت کی آماجگاہ بن سکتا ہے۔ساری زندگی اس کا بکثرت ورد کرنا چاہئے۔

دعا کا ذکر چل رہا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک طریق کا ذکر بھی ضروری ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

”میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 6 صفحہ 355)

مردوں اور عورتوں کے حقوق و فرائض

اسلام نے خوشگوار عائلی زندگی کے حوالہ سے مردوں اور عورتوں دونوں کے حقوق و فرائض اور دائرہ کار کی پوری وضاحت فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں مرد اور عورت بحیثیت انسان یکساں درجہ رکھتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد بار ذکر آتا ہے کہ مرد عورت میں سے جو بھی نیک اعمال کرے گا اس کا اجر یکساں دیا جائے گا اور کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔یہ حقیقی روحانی مساوات ہے جو اسلامی تعلیم کا طرّۂ امتیاز ہے۔

جسمانی لحاظ سے خدا تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو مختلف قویٰ عطا فرمائے اور اسی نسبت سے ان کے فرائض مقرر فرما دیئے۔ عائلی زندگی کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرۃ:229)

کہ عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ مردوں کا ان پر ہے۔جبکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے۔ اس فوقیت کا ذکر دوسری جگہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَی النِّسَآءِ (النساء: 35) کے الفاظ میں آتا ہے کہ مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال ان پر خرچ کرتے ہیں۔ قوّام کے لفظ میں مردوں کی وسیع ذمہ داریوں کا ذکر ہے جو عائلی زندگی کے حوالہ سے ان پر عائد ہوتی ہیں۔مردگھر کا سربراہ ہے اور اس حوالہ سے اس عظیم ذمہ داری کا مکلّف بنایا گیا ہے۔

اس نہایت متوازن اسلامی تعلیم کو صحیح طور پر اپنانے سے عائلی زندگی میں ایک حسن اور نکھار پیدا ہوتا ہے۔ جو اس گھر کو رحمتوں اور برکتوں سے بھر دیتا ہے۔

میاں بیوی میں باہمی تعاون اور موافقت

ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانا مرد اور عورت دونوں کی ذمہ داری ہے۔ تالی ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔بالکل بجا کہا جاتا ہے کہ میاں اور بیوی ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ ان کے ایک ساتھ چلنے سے ہی ازدواجی زندگی کا سفر بخیر و خوبی طے ہو سکتا ہے۔ان کے درمیان باہم موافقت اور تعاون سے ہی یہ رشتہ،جو انسانی زندگی میں سب سے نازک رشتہ ہے ، باہمی مودّت اور رحمت سے ہر دو کے لئے جسمانی اور روحانی تسکین اور خوشی کا موجب ہوسکتا ہے۔ اس باہمی تعاون کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے : ۔هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ(البقرۃ : 188) کہ اے مردو ! عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لئے بطور لباس ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

”مردوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے ہمیشہ لباس کا کام دیں۔ یعنی(1) ایک دوسرے کے عیب چھپائیں۔ (2) ایک دوسرے کیلئے زینت کا موجب بنیں۔(3)پھر جس طرح لباس سردی گرمی کے ضرر سے انسانی جسم کو محفوظ رکھتا ہے اُسی طرح مرد و عورت سکھ دُکھ کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔اورپریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی دلجمعی اورسکون کاباعث بنیں۔غرض جس طرح لباس جسم کی حفاظت کرتا ہے اور اُسے سردی گرمی کے اثرات سے بچاتا ہے۔ اِسی طرح انہیں ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہئے“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 411)

اسلامی معاشرہ کو حسین بنانے اور گھروں کو جنت نظیر بنانے کی ذمہ داری یکساں طور پر مرد اور عورت پر ڈالی گئی ہے۔چھوٹی چھوٹی باتوں پر دلوں میں کدورت پیدا کرنا، معمولی معمولی باتوں کو طول دے کر گھر کی فضا کو مکدّر کر دینا پرلے درجہ کی جہالت ہے۔ شادی تو وہ مقدّس رشتہ ہے جس کو مودّت و رحمت اور باہمی سکون اور سکینت کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ہر مرد اور عورت کو یہ ارشاد خداوندی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ : جَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً(الروم:22)باہمی محبت اور رحمت ہی ازدواجی زندگی کا حقیقی مقصد اور حسن ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد بہت قابل توجہ ہے۔آپؑ نے فرمایا:

”میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کا اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اس لئے میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں سے بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو۔“

(مکتوبات احمد جلد دوم، مکتوب 37 صفحہ 59)

ایک مومنہ بیوی کے اوصاف

اسلام نے اگر ایک طرف ایک خاوند کو بیوی سے حسن معاشرت کا پابند کیا ہے تو ایک مومنہ بیوی کے اوصاف کا بھی خوب وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان خوبیوں والی بیوی ہی عائلی زندگی کو خوبصورت بنانے میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ ان صفات کا جامع ذکر قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب کی آیت 36 میں ملتا ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ و سلم نے بھی ایک مومنہ بیوی کی صفات اور فرائض کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

”کوئی عورت اس وقت تک خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے والی نہیں سمجھی جاسکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی“

(سنن ابن ماجہ)

پھر فرمایا:۔

”جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی۔ رمضان کے روزے رکھے۔ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اُس کا کہا مانا۔ ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو“ (طبرانی)

آنحضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔

”بہترین عورت وہ ہے جسے اس کا خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو اور جب خاوند اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔ اور جس بات کو اُس کا خاوند نا پسند کرے اُس سے بچے“

(مشکوٰۃ)

اسی طرح ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

”خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثواب اور اجر ملے گا جو اس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے“

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ 404)

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:۔

”جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش اور راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی“

(سنن ابن ماجہ، کتاب ا لنکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ)

مسیح پاک علیہ السلام کا ایک ارشاد بہت توجہ سے سننے کے لائق ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہے :۔

”عورتوں کے لئے خداتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر ایک بلا سے بچاوے گا۔ اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، سورۃ النساء جلد 2صفحہ237)

کسی بھی نظام کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ ہر فرد اپنی ذمہ داری صحیح طور پر ادا کرے۔عائلی زندگی کی کامیابی کا مدار بھی اسی اصول پر ہے۔ خاوند اور بیوی دونوں اپنی اپنی ذمہ داری کو، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، پورے اخلاص اور وفا سے ادا کرنے والے ہوں تو تب ہی ان کی زندگی برکتوں کی آماجگاہ بن سکتی ہے اور عاقبت بھی سنور جاتی ہے۔

ماں باپ سے حسن سلوک اور ان کے لئے دعا

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کا رشتہ اس مقصد سے قائم فرمایا ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے باعث تسکین ہوں۔لیکن اس باہمی محبت و الفت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دونوں ایک دوسرے کی چاہت میں اس قدر ڈوب جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ دیگر ذمہ داریوں کو بھول جائیں یا ان میں کوتاہی کریں۔ ایک بہت اہم ذمہ داری ماں باپ کے حوالہ سے ہے۔بچے خواہ چھوٹے ہوں یا شادی شدہ ہوں ماں باپ کی خدمت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہنا چاہیے۔ ماں کو کندھوں پر اٹھا کر حج کروانے سے بھی ماں کی خدمت کا حق ادا نہیں ہوتا۔سوئے ہوئے ماں باپ کے پاس ساری رات دودھ کا پیالہ لے کر کھڑے رہنے والے بیٹے کی نیکی کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح نوازا۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت کی نوید ایسی نہیں کہ شادی ہو جانے کے بعد بیٹا بیٹی اپنی اس ذمہ داری کو بھول جائیں۔انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ساری زندگی دونوں طرف کے والدین کی خدمت لازم ہے اور بڑھاپے کی عمر میں تو یہ فرض اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔خدمت کے علاوہ ماں باپ کے لئے مسلسل دعاؤں کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔فرمایا کہ والدین کے لئے یہ دعا کیا کرو:۔رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (بنی اسرائیل:25)کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش اور تربیت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا نمونہ دیکھیں۔ آپؓ نے فرمایا :

”میں اپنے ماں باپ کے لئے دعا مانگنے سے تھکا نہیں۔ میں نے اب تک کوئی جنازہ ایسا نہیں پڑھا جس میں ان کے لئے دعا نہ مانگی ہو۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ 5 اکتوبر 2009ء)

یاد رکھنا چاہئے کہ جس گھر میں والدین کا ادب، احترام اور خدمت کا وصف نہیں وہ رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

تربیت اولاد

خوشگوار اور با برکت عائلی زندگی کا ایک اور اہم پہلو بچوں کی نیک تربیت ہے۔ اس بات کی اہمیّت کو نظر انداز کرنے سے ، میاں بیوی کی باہمی محبت کے باوجود، ان کو آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑجاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے“

(ملفوظات جلددہم۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔صفحہ 139)

اگر مرتے وقت کسی ماں یا باپ کو یہ نظر آئے کہ وہ ایک متقی اولاد پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو ان کا سفر آخرت پُر سکون ہو جاتا ہے۔

نذیر احمد سانول

محبت رسول ﷺ تکمیل ایمان کی شرط ہے

حضرت مسیح موعودؑ، حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

وہ آج شاہ دیں ہے، وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے، اس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
(درثمین)

اللہ جلّ جلالہ وعزاسمہ نے اپنے پیارے کلام قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

ترجمہ:تو کہہ دے اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہارے ازواج اور تمہارے قبیلے اور وہ اموال جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس میں گھاٹے کا خوف رکھتے ہو اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ پیارے ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے اور اللہ بدکردار لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (التوبۃ:24)

ایمان کی شرط محبت رسولؐ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ اور اس کے بیٹے سے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر اُسے پیارا نہ ہوں۔ (بخاری جلد اول صفحہ 52 کتاب الایمان)

یہ قیمتی امانت تمہارے سپرد ہے

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح الثانی ایک صحابی رسول ؐ کی محبت رسولؐ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں ۔

ہمیشہ میرا قلب اس صحابی کا ذکر آنے پر اس کے لئے دعائیں کرنے میں لگ جاتا ہے۔ جس نے اُحد کے موقع پر رسول کریم ﷺ سے اخلاص کا ایسا قابل رشک نمونہ پیش کیا کہ رہتی دنیا تک اس کی مثال قائم رہے گی ۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ اُحد کی جنگ میں جب کفار میدان سے چلے گئے اور مسلمان اپنے زخمیوں اور شہیدوں کی تلاش میں نکلے تو ایک انصاری نے دیکھا کہ ایک دوسرے انصاری بہت بُری طرح زخمی ہو کر میدان جنگ میں پڑے ہیں اور چند منٹ کے مہمان معلوم ہوتے ہیں ۔ و ہ صحابی ان کے پاس گئے اور کہا اپنے گھروالوں کو کوئی پیغام دینا چاہو تو دے دو ، میں پہنچا دوں گا ۔ اُس وقت اس صحابی نے جو جواب دیا وہ نہایت ہی شاندار تھا ۔ اس حالت میں کہ وہ موت کے قریب تھے اور اپنی موت کے بعد اپنی بیوی بچوں کی حالت کا نظارہ اُن کی آنکھوں کے سامنے تھا انہوں نے جو ایمان کا نمونہ دکھایاوہ بتاتا ہے کہ انصار نے جو کہا سچے دل سے کہا تھا اور اُسے پورا کر کے دکھا دیا ۔ انہوں نے کہا میں پہلے ہی اس بات کی انتظار میں تھا کہ کوئی دوست ملے تو اس کے ذریعہ اپنے رشتہ داروں کو پیغام بھیجوں ، اچھا ہوا تم آ گئے ۔ پھر کہا وہ پیغام یہ ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے رشتہ داروں اور میرے دوستوں سے کہہ دینا کہ جب تک ہم زندہ تھے ہم نے اپنی جانیں قربان کر کے رسول کریم ﷺ کی، حفاظت کی مگر اب ہم اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں اور یہ قیمتی امانت تمہارے سپرد کرتے ہیں اُمید ہے کہ آپ ہم سے بھی بڑھ کر اس کی حفاظت کریں گے ۔ یہ کہا اور جان اپنے پیدا کرنے والے کے سپرد کر دی۔

یہ ایسا شاندار ایمان کا مظاہرہ ہے کہ جس کی مثال صحابہ رسول کریم ﷺ کے سواکسی اور جگہ بہت کم مل سکتی ہے۔

جان اور ماں باپ سے بھی زیادہ پیارا نبیؐ

حضرت مسیح موعودؑ اپنی ایک تصنیف میں رسول پاکؐ کی شان میں ناپاک حملہ کرنے والو ں کے بارے میں فرماتے ہیں۔

’’ جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد ﷺ کوبُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور آنجنابؐ پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں جان اور ماں باپ سے بھی زیادہ پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔‘‘

آنکھ بھر کر کبھی نہ دیکھا

تمام صحابہ رسولؐ خدا کے عاشق دل وجاں سے آپؐ پر فدا رہتے انہی کی شان میں فرمایا کہ اصحابی کالنجوم کہ صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ ہر صحابی کا محبت رسول کا الگ طریق تھا اور ہر طریقہ میں نیا انداز تھا سارے صحابہؓ کے واقعات کو نقل کرنا تو بہت مشکل ہے تاہم محبت و فدائیت کا ایک بہت ہی پیارا واقعہ اس طرح محفوظ ہے۔

حضرت ابن شماسہؓ یعنی عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاصؓ کی وفات کے وقت ان کے پاس گئے ۔ آپؓ پر نزع کی حالت طاری تھی وہ ہمیں دیکھ کر رونے لگے اور اپنا مُنہ دیوار کی طرف کر لیا۔ آپ کے بیٹے آپ سے کہنے لگے ابا جان ، آپ کو آنحضرت ﷺ نے ایسی ایسی بشارت نہیں دی؟ آپ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا۔ ہمارے لئے بہترین توشہ یہ ہے کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔ مجھ پر تین حالتیں آئیں ۔ ایک وقت تھا کہ مجھ کو آنحضرتؐ سے سخت بُغض تھا ۔ ایسا بغض شاید ہی کسی کے دل میں ہو۔ میری خواہش ہوتی تھی کہ اگر مجھے موقعہ ملے تو آپؐ کو شہید کر دوں اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو یقینا دوزخی ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں صداقت ڈال دی۔ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔آپؐ اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیں ، میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ عمرو! یہ کیا؟ میں نے عرض کیا میرا ارادہ ہے کہ بیعت کے لئے ایک شرط رکھوں۔حضورؐ نے دریافت فرمایا کون سی شرط؟ میں نے کہا کہ میرے گناہ بخشے جائیں۔حضورؐنے فرمایا۔ کیا جانتے نہیں کہ اسلام تمام سابقہ قصوروں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت تمام سابقہ کوتاہیوں کو دھو ڈالتی ہے اور حج تمام سابقہ برائیوں کو صاف کر دیتا ہے۔ چنانچہ میں نے بیعت کر لی پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہ تھا اور نہ ہی میری آنکھوں میں آپؐ کے سواکسی کا جلال چڑھتا تھا۔ آپؐ کے جلال کی وجہ سے میں آنکھ بھر کر آپؐ کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ آنحضرتؐ کا حلیہ کیا تھا تو میں ٹھیک ٹھیک نہیں بتا سکتا۔کیونکہ آنکھ بھر کر میں نے کبھی آپؐ کو نہیں دیکھا(نہ اسلام سے پہلے اور نہ اسلام قبول کرنے کے بعد) اگر اس حالت میں مر جاتا تو مجھے امید ہے کہ میں جنتی ہوتا۔ اس کے بعد ہمیں اقتدار ملا ، اختیار ملا اور اب میں نہیں جانتا کہ ان ذمہ داریوں کے بارے میں میرا کیا حال ہو۔ میری بخشش ہو گی یا نہیں ۔ جب میرا انتقال ہو تو میرے جنازے پر کوئی نوحہ نہ کرے ، نہ جنازے کے ساتھ آگ لے جائی جائے۔ پھر جب تم مجھے دفن کر لو تو میری قبر پر جلدی جلدی مٹی ڈالنا اور پھر اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو تقسیم کرنے میں لگتی ہے اس طرح تمہاری موجودگی کی وجہ سے میں اپنی قبر سے مانوس ہو جاؤں گا اور یہ سوچنے کا موقع مل جائے گا کہ اپنے رب کے فرستادہ ملائکہ کو کیا جواب دوں ۔ (مسلم کتاب الایمان)

اس نے میرے پیارے کا نام لیا ہے

محبت رسول اللہ ﷺ کا ایک پیارا واقعہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق اس طرح محفوظ ہے۔

حضرت صالحہ بی بی رفیقہ حضرت مسیح موعودؑ بیان کرتی ہیں۔’’ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں ایک عورت جو آلے بھولے (مٹی کے کھلونے) بیچنے والی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں آئی اور صحن کے کنویں کے پاس سر سے ٹوکرا اتار کر بیٹھ گئی۔ سلطانو اہلیہ کرم داد کو جو (حضرت مسیح موعودؑ) کے گھر میں خادمہ تھیں۔ مخاطب کرکے کہنے لگی ’’بی بھُکھ لگی اے‘‘ یعنی بی بی مجھے بھوک لگی ہے۔ اس پر خادمہ نے اس کو دو روٹیاں دال ڈال کر دے دیں۔ اس نے اس میں سے ایک لقمہ توڑا۔ لیکن جب منہ کے قریب لے جانے لگی تو ادھر ادھر مکان میں نظر دوڑائی اور کہا کہ ’’بی بی ایہہ عیسایاں دا گھر تے نہیں؟‘‘ خادمہ نے پوچھا ’’تو کون ایں‘‘۔ تو اس نے جواب دیا ’’میں بندہ خدا دا تے امت حضرت محمد رسول اللہؐ دی‘‘۔ جب یہ آواز اس کی حضرت مسیح موعودؑ نے سنی تو اسی وقت حضور جو برآمدہ میں ٹہل رہے تھے۔ اس کے الفاظ پر جھٹ اس طرف متوجہ ہوئے اور اس طرف منہ کرکے فرمایا کہ ان کو تسلی دو ... اور اسے ایک روپیہ بھی دیا اور فرمایا کہ اس نے میرے پیارے کا نام لیا ہے اور باوجود اس کے کہ اس کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ اس نے تقویٰ سے کام لیا کہ لقمہ توڑ کر منہ میں نہیں ڈال لیا۔ پھر اس عورت نے روٹی کھائی اور خوش خوش چلی گئی۔‘‘

ہر احمدی اسوۂ حسنہ کی عملی تصویر بن کردکھائے

مغربی دنیا والے اور مخالفین ... نے ہمارے جان سے پیارے نبی حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مطہرپر ناپاک حملے کئے اور گندی جسارت کرتے ہوئے کارٹون بنائے اور اپنی بزدلی جسد اور خبث باطن کا اظہار کیا جس سے دنیا بھر کے مومنوں کے دل جلائے اور جگر ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے کہ اس پر ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا بھر کے احمدیوں کو اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰٓی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰٓی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ یہی درود ہے اور یہی نبی ہے جس کا دنیا میں غلبہ مقدر ہو چکا ہے۔پس جہاں ایک احمدی مسلمان اس بیہودہ گوئی پر کراہت اور غم و غصّہ کا اظہار کرتا ہے وہاں ان لوگوں کو بھی اور اپنے ملکوں کے ارباب حل و عقد کو بھی ایک احمدی اس بیہودہ گوئی سے باز رہنے اور روکنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دلائی چاہئے۔ دنیاوی لحاظ سے ایک احمدی اپنی سی کوشش کرتا ہے کہ اس سازش کے خلاف دنیا کو اصل حقیقت سے آشنا کرے اور اصل حقیقت بتائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے خوبصورت پہلو دکھائے۔ اپنے ہر عمل سے آپؐ کے خوبصورت اُسوۂ حسنہ کا اظہار کرکے اوراسلام کی تعلیم اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی عملی تصویر بن کردنیا کو دکھائے۔ ہاں ساتھ ہی یہ بھی جیسا کہ میں نے کہا کہ درود و سلام کی طرف بھی پہلے سے بڑھ کر توجہ دے۔ مرد، عورت ، جوان، بوڑھا، بچہ اپنے ماحول کو، اپنی فضاؤں کو درود و سلام سے بھر دے۔ اپنے عمل کو اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ بنا دے۔ پس یہ خوبصورت ردِّعمل ہے جو ہم نے دکھاناہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان اور محبت رسولؐ عطا فرمائے اور آپﷺ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

****

عیادت کے آداب
خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور محبت کی خاطر بیمار کی عیادت کرنی چاہئے

آنحضرت ﷺ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر اتم تھے۔آپؐ مخلوق خدا کی ہمدردی و شفقت میں مہربان ماں سے بھی بڑھ کر شفیق تھے۔آپؐ نے مومنوں کو بیماروں کی عیادت کرنے کی خاص تاکید فرمائی اور اس کے آداب بھی سکھائے۔عیادت ایک مذہبی فریضہ ہے اور مذہبی حیثیت سے کھل کراس کی ابتدااس وقت ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ذیل میں سنت نبویؐ اور احادیث مبارکہ کے تحت عیادت کے آداب پیش ہیں۔

بیماروں کی عیادت کرنے میں دوست، دشمن کسی کی تخصیص نہیں کرنی چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے۔اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰہِ کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی آل اولاد ہے۔پس خواہ انسان کا تعلق کسی بھی عقیدے کے ساتھ ہو ان کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی رکھنا مومن کا فرض ہے ۔ حضور اکرم ﷺ بلا تخصیص مذہب و ملت بیماروں کی عیادت کرتے تھے۔خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور محبت کی خاطر بیمار کی عیادت کرنی چاہئے کیونکہ جب خدا تعالیٰ کے لئے کسی کی عیادت کی جائے تو خدا تعالیٰ اپنے اس بندے پر بہت خوش ہوتا اور اس کی جزاء خود بن جاتا۔

ایک مومن کا حق ہے کہ وہ عیادت کرے۔آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس کا حکم دیا کہ وہ بیمار کی عیادت کریں۔ (صحیح بخاری) عیادت صرف ایک بار ہی نہ کی جائے بلکہ جہاں تک ہوسکے بیمار کی تیمار داری اور مزاج پرسی کے لئے دوبارہ بھی جایا جائے۔ صبح اور شام کے اوقات میں عیادت کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔مریض کی عیادت کے لئے جب جایا جائے تو اس کے پاس بیٹھ کر اسے تسلی دی جائے۔اور محبت کے ساتھ اس سے گفتگو کی جائے اور اچھی باتوں کے ساتھ اس کا دل بہلایا جائے ۔کیونکہ بیماری میں انسان بہت حساس ہو جاتا ہے۔اس کے جذبات بہت نازک ہوتے ہیں ۔ایسی صورت میں اپنے ہمدرد ، دوست کی تسلی و تشفی کے چند الفاظ بھی اس کی مرض اور تکلیف کی شدت کو کم کرنے کا موجب بن جاتے ہیں۔

مریض کو یوں تسلی دی جائے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کی دوا نہ ہو۔ (صحیح بخاری شریف جلد سوم مترجم اردوص268)

مریض کی جب عیادت کی جائے تو اس کے ہاتھ اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کو تسلی دی جائے۔نبی کریم ﷺ اپنے بعض اہل کی عیادت کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ لگاتے۔ (بخاری)مریض کی عیادت کے لئے جب جایا جائے تو اس کی صحت یابی کے لئے دعا بھی مانگی جائے۔آنحضرت ﷺ اپنے بعض اہل کی عیادت کرتے،اپنا دایاں ہاتھ لگاتے اور کہتے۔اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ ، وَاشْفِ فَاَنْتَ الشَّافِيْ ، لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا اے اللہ لوگوں کے رب! تکلیف دور کر اور تندرستی عطا کر ،تو ہی شفا دینے والا ہے۔کوئی شفا نہیں مگر تیری شفا۔ ایسی شفا جو بیماری نہ چھوڑے۔ (بخاری و مسلم)

مریض کی جب عیادت کی جائے تو اس کی توجہ دعا کی طرف بھی پھرائی جائے کہ آنحضرت ﷺ بیمار کی عیادت کا بہت اچھی طرح خیال رکھتے تھے اور دعا کی طرف اسے متوجہ بھی فرماتے تھے۔مریض کو چاہئے کہ وہ بے صبری کے کلمات نہ کہے اور نہ ہی موت کی تمنا کرے۔ اور زندگی سے مایوس نہ ہو۔ مریض کی شفایابی کے لئے جہاں اس کی عیادت کے وقت دعا کی جانی چاہئے وہاں اس مریض کے لئے غائبانہ دعائیں بھی مانگی چاہئیں کیونکہ خلوص دل سے مانگی جانے والی دعا اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا شرف حاصل کر لیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی دعا اتنی سرعت سے قبول نہیں ہوتی جتنی کہ غائبانہ دعا۔ (ترمذی) عیادت کے وقت اپنے بیمار بھائی کو دم کرنا بھی جائز ہے لیکن دم اور درود کو پیشہ اور کمائی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔

بے ہوش آدمی کی بھی تیماداری واجب ہے۔مریض کے پاس اس کی طبیعت یا بیماری کے مطابق تحفہ پھل یا کھانا لے کر جانا بھی محبت و مودّت کے تعلق میں مزید اضافہ کرتا ہے۔آنحضرت ﷺ فرماتے تھے۔تم آپس میں تحفہ دیا کرو ۔ باہم محبت بڑھے گی۔مریض کے پاس جاکر زیادہ باتیں اور شور نہیں کرنا چاہئے اور اگر مریض کہے کہ پاس سے اٹھ کر آپ چلے جائیں تو بغیر بُرا منائے اُٹھ کر چلے جانا چاہئے ۔

پس معاشرہ میں محبت کی فضا کو قائم رکھنے اور یک جہتی پیدا کرنے کے لئے بیمار کی تیمارداری کرنا بہت ضروری ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس فریضہ کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ برتیں ۔بلکہ اپنے بھائی بندوں کی تکلیف کی گھڑیوں میں ان کے دکھ بانٹیں۔ اور ان کے لئے ہمیشہ دعا گوہوں تا خدا کے قرب کا شرف حاصل کر سکیں۔ آمین

فراز یاسین ربانی۔غانا

جلسہ سالانہ غانا2020ء

احمدیت کا ایک گلشن قادیان کی بستی سے ہزاروں میل دور افریقہ کے ایک کنارہ میں واقع غانا ہے جہاں آج احمدیت کی بدولت ارض بلال میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے نعرےبلند ہو رہے ہیں اور اسلام کی شان و شوکت کا اقبال و اقتدار پورے عروج پر ہے۔اسلام کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب سے افریقہ میں احمدیت کی بدولت طلوع ہو رہا ہے۔ حال ہی میں اس فتح کی چند جھلکیاں غانا میں دیکھی گئیں۔ 3 سے 5 جنوری 2020ء جماعت احمدیہ غانا نے اپنا 88 واں جلسہ سالانہ باغ احمد میں منعقد کیا ۔

اس جلسہ کا ہر لحہ، ہر شخص اور زمین کا ہر ذرہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہے۔ ان لمحات کو بیان کرنے کی قلم میں سکت نہیں جب 35 ہزار سے زائد سعید روحوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کے نعرے لگتے تو آنکھیں اشکبار ہوتیں اور اس کے بعد محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام صادق اورخلفاء احمدیت کے نعرے لگتے تو فضا کا ہر ذرہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوجاتا کہ ارض بلال میں حضرت مسیح موعودؑ کی محبت گاڑنے والا قادر مطلق خداہے۔

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

ان 3 بابرکت دنوں میں تہجد کا احسن انتظام کیا گیا۔ انتہائی محتاط اندازہ کے مطابق ہر روز کم ازکم4ہزار مومنین کی جماعت اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی۔ رات کی تاریکیوں میں جبکہ اکثر عالم سویا ہوتا تھا،احمدیت کے ماحول کی بدولت ارض بلال ذکر الٰہی سے معطر رہی۔ ہر روز بارگاہ الوہیت میں اسلام اور امت مسلمہ کے لئے دعائیں کی گئیں۔امت مسلمہ کے لئے ابتلاؤں سے نکلنے کے لئے عرش ربانی کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور رحمت خداوندی کے نزول کی بھیک مانگی گئی۔

ان تین بابرکت ایام میں تہجد اور نماز فجر کے ساتھ ہی دروس کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جو کہ مبلغین سلسلہ نے بڑی عمدگی سے بیان کئے۔ جس کے بعد احباب جماعت اور دیگر مہمانان کو ناشتہ دیا جاتا اور صبح کے سیشن کی تیاری کا وقت دیا جاتا۔

صبح کا سیشن روزانہ 9 بجے شروع ہوتا۔تلاوت قرآن پاک اور منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑسے سیشن کا آغاز ہوتا۔ جس کے بعد امیر صاحب غانا اور دیگر علماء سلسلہ احباب جماعت سے خطاب کرتے۔تقاریر کے دوران وقفہ وقفہ سے رسول پاک ﷺ، اسلام، احمدیت، خلفاء سلسلہ کے نعرے گونجتے اور ایمان کی ایک نئی لہر احمدیوں کے سینہ میں دوڑتی۔ آقا و متاع ﷺاور حضرت مسیح موعودؑ سے ان عشاق کی محبت عدیم النظیر اور فقید المثال تھی۔

غانا میں اللہ کے فضل اور کرم سے جماعت احمدیہ مقبول خاطر و خواص ہو گئی ہے۔ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے حکومت غانا کی جانب سے اعلیٰ عہدوں پر فائز حکام نے بھی شرکت کی۔ جن میں سے بعض کا تعارف پیش ہے۔

الحاج محمود بومیا(Alhaj Mahamudu Bawmia) جو کہ اس وقت غانا کے Vice- President ہیں

ڈرامانی مہاما(Dramani Mahama) سابقہ صدر مملکت

کوامینا ڈینکان (Kwamena Duncan)سنٹرل ریجنل منسٹر

الحاج منکاٹا مبارک(AlhajMunkataMubarak) ممبرآف پارلیمنٹ

ان کے علاوہ بھی بے شار حکومتی سطح کے مہمان جلسہ سالانہ میں تشریف لائے۔

باقی صفحہ 8 پر

امینہ چماق ساہی۔لندن

ایک ترک خاتون کی بیعت کرنے سے لے کر خدمت دین کیلئے زندگی وقف کرنے کی سرگزشت

اندھیرے سے روشنی تک کا سفر

میں جن دنوں گارنٹی بنک ترکی میں برانچ مینیجر کے طور پر کام کر رہی تھی، میرا تعارف مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس انچارج ٹرکش ڈیسک سے ہوا۔وہ ان دنوں ٹرکش زبان میں ڈاکٹریٹ کر رہے تھے۔ایک دن انہوں نے کہا میں تمہارے لئے قیمتی تحفہ لایا ہوں۔اُنہوں نے ایک بیعت فارم میرے ہاتھ میں تھما دیا اور مجھے کہا کہ اس فارم کے پیچھے بیعت کی 10 شرائط لکھی ہوئی ہیں۔ یہ فارم انگریزی میں ہے اور تم انگریزی جانتی ہو۔ اسے ساتھ لے جاؤاور اچھی طرح پڑھ کر دعا کرکے اگر تسلی ہو جائے تو اس پر دستخط کردینا۔ میں نے بغیر کوئی سوال پوچھے ، بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مزید معلومت حاصل کئے بغیر قلم نکال کر اُس بیعت فارم پر دستخط کردیئے۔

مارچ 1985ء میں شمس بھائی کے استنبول سے روانہ ہونے سے پہلے بیعت کرکے مسلمان جماعت احمدیہ میں داخل ہوگئی۔ شمس بھائی کے صاف ستھرے اور عمدہ اخلاق نے میرے دل پر اتنا اثر کیا کہ میں بغیر کوئی سوال پوچھے اور بغیر کوئی وضاحت طلب کئے احمدی ہوگئی۔ فالحمد اللہ۔ مارچ 1985 ء میں شمس بھائی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے حکم سے لندن چلے گئےاور میری جدوجہد کا آغاز ہوگیا۔ دین کے احکام پر عمل تو کرتی تھی روزے بھی رکھتی تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ دین کے احکام پر عمل کرنے میں سستی کر جایا کرتی تھی۔ بنک مینیجر کے طور پر کام کرنے کی وجہ سے قانوناً بھی میرے لئے اسلامی پردہ کے احکامات پر عمل کرنا قریباً نا ممکن تھا۔ میں نمازوں کی ادائیگی میں بھی سست تھی۔ قریباً 2کروڑ کی آبادی کے شہر استنبول میں، مَیں تنہا احمدی تھی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے اور میں اپنی تعلیم و تربیت کیسے کروں اور کس طرح ایک مثالی احمدی بنوں۔

شمس بھائی مجھے انگلستان سے انگریزی میں شائع ہونے والے رسالے مثلاً ریو یو آف ریلیجنز و دیگر چھوٹی چھوٹی انگریزی کتابیں بھیجا کرتے تھے۔ جب بھی مجھے موقع ملتا اُن کا مطالعہ کرکے اپنے علم میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتی رہتی۔ اس کے بعد میں نے اُس وقت کے امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں خطوط لکھنے شروع کردیئے۔ اسی طرح میرے ذہن میں جو سوالات پیدا ہوتے اُن کو بھی حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھ کر اُ ن کے جواب حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہتی۔ میں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا مضبوط تعلق اور بھی مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔

میں نے ایک خواب دیکھا کہ سنگ مر مر کا ایک حوض ہے جس کے صاف اور شفاف پانی سے میں وضو کر رہی ہوں۔ وہاں سنگ مر مر کی سفید رنگ کی ایک مسجد ہے۔ وہاں بہت سی لڑکیاں مختلف رنگ کے ریشمی لباس پہنے نماز ادا کر رہی ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ پہلی صف میں کھڑی ہوکر نماز پڑ ھ رہی ہوں۔ میں نے اس طرح کے خواب پے در پے دیکھے۔

اسی طرح میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک سر سبز و شاداب اور وسیع میدان میں کھڑی ہوں۔ وہاں پر مختلف رنگوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے مختلف ممالک کے لوگ طرح طرح کے لباس پہنے کھڑے ہیں۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ دنیا کی ہر نسل،ہر رنگ اور قوم کے انسان وہاں موجود ہیں۔ پھر میں نے ایک ایسی خوشبو محسوس کی جو اس سے پہلے مجھے دنیا میں کہیں نہ ملی تھی۔ اس خوشبو کی عمدگی اور تازگی کو بیان کرنا مشکل ہے اُس کے بعد مجھے آواز آئی:

”یہ جنت کی خوشبو ہے اور یہی تیری جماعت ہے اور یہی تیری جنت ہے۔،،شمس بھائی نے مجھے انگلستان کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی تحریک کی۔ میں پوری تیاری کے باوجود اپنی والدہ محترمہ کی بیماری کی وجہ سے جلسہ میں شریک نہ ہوسکی۔

میری پیاری والدہ دل کے عارضہ کی وجہ سے اسپتال میں تھیں جس کی بناء پر میں نےلندن کے سفر کا ارادہ منسوخ کردیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور میری پیاری والدہ ٹھیک ہو کر گھر آگئیں۔ اُن کی تحریک پر میں انگلستان کے سفر پر روانہ ہوگئی۔ ان دنوں جلسہ سالانہ یوکے، ٹلفورڈ نامی گاؤں میں ”اسلام آباد“ نامی جگہ پر منعقد ہوتا تھا۔ جب میں انگلستان پہنچی تو جلسہ اختتام پذیر ہو چکا تھا۔ شمس بھائی مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے لندن لے گئے۔ حضور انور کے پر نور چہرہ کو دیکھ کر میری خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ حضور انور نے میرے ساتھ بے حد شفقت کا سلوک فرمایا اور مجھے تحائف بھی عنایت فرمائے۔ حضور انورکی یہ شفقت ایک باپ سے بھی بڑھ کر تھی۔ جس کا میرے دل پر بے حد اثر ہوا۔ جمہوریہ ترکی کی تاریخ، عربوں اور عثمانی ترکوں کے تعلقات، انگریزوں کے سلطنت عثمانیہ پر اثر و رسوخ، نیز مصطفیٰ کمال اتاترک اور اس کے کارناموں کے بارہ میں حضورؒ کا علم بے حد وسیع تھا۔

اگلے سال میں پھر جلسہ سالانہ انگلستان میں شامل ہوئی۔ جلسہ سے چند دن قبل انگلستان پہنچ گئی۔ اس جلسہ میں شامل ہونا میری زندگی میں ایک انقلابی قدم ثابت ہوا۔ جلسہ سالانہ کی تقاریر بھی میرے لئے بے حد دلچسپ اور مسحور کن تھیں۔ میرے علم میں بھی اضافہ ہوا۔

جلسہ کا دوسرا دن تھا۔ دوپہر کے وقت جلسہ سالانہ کی تقاریر میں وقفہ کیا گیا۔ ہم سب کھانے کے لئے جلسہ کے خیمہ سے باہر آئے۔میں باہر میدان میں کھڑی تھی۔ اچانک میں نے وہی خوشبو محسوس کی جو میں نے قبل ازیں خواب میں محسوس کی تھی اور مجھے وہ آواز بھی یاد آئی کہ”یہ جنت کی خوشبو ہے۔“

میں جو کچھ دیکھتی رہی وہ خواب نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت تھی۔ مجھے یقین ہوگیا کہ اس مادی دنیا میں یہی مبارک جماعت میری جنت ہے جو ایک نورانی خلیفہ کے تابع ہے۔ یہ میرے لئے خدا تعالیٰ کا واضح پیغام تھا کہ اس جماعت کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کرو اور خلیفۂ وقت کی اطاعت میں محو ہو جاؤ تو جنت اسی دنیا میں مل جائے گی۔

وقت گزرتا گیا۔ میرے خاندان اور میرے ماحول میں رہنے والوں نے اُس مثبت تبدیلی کو محسوس کیا جو میرے اندرپید ا ہو رہی تھی۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی رہی کہ وہ مجھے احمدیت پر ثابت قدم رکھے۔ میں نے اپنے خاندان والوں کو احمدیت سے تاحال روشناس نہیں کرایا تھا۔

اُن ایام میں MTA کی نشریات ابھی نئی نئی شروع ہوئی تھیں۔ میں نے MTAکے پروگرام دیکھنے شروع کئے۔ میں بنک سے تھکی ہاری گھر واپس آتی اور MTA کے انگریزی پروگرام دیکھ کر اپنی والدہ صاحبہ اور بہنوں کو بھی اُن سے آگاہ کرتی۔ اس طرح ان کو بھی دلچسپی پیدا ہونے لگی۔ ایک دن میں نے مناسب وقت پر اپنی والدہ صاحبہ کو بتایا کہ میں احمدیہ جماعت میں داخل ہو چکی ہوں۔ اور حضرت امام مہدیؑ دنیا میں تشریف لا چکے ہیں۔ میری حیرت اور خوشی کی انتہاء نہ رہی جب میری والدہ نے میری بات سن کر مجھے کہا۔

”بیٹی! میں ہر گز امید نہیں کرتی کہ تم کوئی غلط کام کرو گی۔ اگر تم کسی چیز کے بارہ میں کہتی ہو کہ یہ صحیح ہے تو وہ یقیناً صحیح ہوگی۔ میں بھی تمہارے ساتھ احمدی ہوتی ہوں اور جماعت احمدیہ میں شامل ہوتی ہوں۔“

میں نے بیعت فارم اپنی امی جان کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے بھی بالکل میری طرح، بغیر کوئی اعتراض کئے اور بغیر کوئی سوال پوچھے اور بغیر تحقیق کئے بیعت فارم پر دستخط کردیئے اور احمدیہ مسلم جماعت میں داخل ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شرح صدر سے احمدی بننے کی سعادت بخشی جو اُن کی سادگی اور نیک طبیعت کی طرف مائل کر رہی تھی۔ اُس کے بعد ہمارا ماں بیٹی کا تعلق ایک ہی جماعت کے افراد ہونے کی وجہ سے اور بھی مضبوط ہو گیا۔ میری والدہ محترمہ بہت ہی دین دار اور نمازی خاتون تھیں۔ وہ شمس بھائی سے اپنے بیٹے کی طرح پیار کرتیں اور اُنہوں نے شمس بھائی کے مثالی کردار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

ترکی میں سب سے پہلے احمدی حضرت سید محمت افندی ؓ تھے۔ ان کا اسم گرامی حضرت مسیح موعودؑ کے 313 اصحاب کرام میں درج ہے۔ آپؓ نے سلطنت عثمانیہ کے دور میں حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ 1985 ء میں بیعت کرنے کے بعد شروع میں استنبول میں واحد احمدی صرف میں تھی۔ مجھ سے پہلے ترکی میں 3 بزرگ، یعنی مکرم شناسی حسن ، ان کی اہلیہ محترمہ صبیحہؔ خانم اور انقرہ میں مقیم مکرم پروفیسر ماجد بے نی جے(MACIT BENICE) احمدی ہو چکے تھے۔ محترمہ صبیحہؔ خانم اور ان کے میاں مکرم شناسی حسن (SINASI HASAN SIBER) اِز میرؔ میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے حکم پر میں نے اِزمیرؔ پہنچ کر مکرم شناسی صاحب سے ملاقات کی۔ میرے ساتھ میرا نوجوان بھانجا بھی تھا جس کا نام ”بارش“ (BARIS) ہے۔ ہم استنبول سے بذریعہ ہوائی جہاز از میر پہنچے اور ٹیکسی لے کر شناسی صاحب کے گھر جاکر ان سے ملے۔ ہم شناسی صاحب سے مل کر بےحد متاثر ہوئے۔ شناسی صاحب کی عمر قریباً 80سال تھی۔ اُنہوں نے جماعت کی مختلف کتابوں کا انگریزی سے تُرکی میں ترجمہ کیا۔ شناسی صاحب، وزارت خارجہ میں بطور ترجمان کام کرنے کے بعد ریٹائر ہوئے اور اپنی اہلیہ صبیحہ خانم صاحبہ کے ساتھ از میرؔ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ ترکی کے علاوہ انگریزی، عربی اور فارسی زبان بھی جانتے تھے۔ دراصل اُس وقت آپ قبرص کے شہر ”ماغوسہ“(MAGOSA)کے رہنے والے تھے۔ آپ اس وقت ترکی میں پہلے احمدی تھے اور آپ کی اہلیہ محترمہ صبیحہ خانم بھی احمدی تھیں۔ ان دونوں بزرگوں کا نام احمدیہ جماعت ترکی کی تاریخ میں سنہری حرو ف میں لکھا جائے گا۔

جب شناسی صاحب انقرہ میں وزارت خارجہ میں کام کر رہے تھے اُن دنوں آپ ترک علماء کے کردار سے شدید متنفرّ تھے اور قریب تھا کہ عیسائی ہوجائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور آپ کی ملاقات مکرم سید برکات احمد سے ہوگئی۔ جو ہندوستان کے سفارت خانہ میں کلچرل اتاشی کے طور پر کام کررہے تھے اور اُن دنوں انقرہ میں مقیم تھے۔ اُنہوں نے مکرم شناسی صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت کی بعض کتب مطالعہ کے لئے دیں جن کے مطالعہ کے نتیجہ میں آپ کے دل میں حقیقی اسلام کی محبت گھر کر گئی اور آپ خلوص دل کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اور اصلی اسلام میں داخل ہوگئے۔ اسی طرح آپ نے حضرت مصلح موعود ؓ کی 5 جلدوں میں تیار کی گئی انگریزی تفسیر کا بھی مطالعہ کیا۔ جب آپ کے احمدی ہونےکا لوگوں کو علم ہوا تو تمام لوگ آپ کے دشمن ہوگئے ۔ آپ دفتر سے ریٹائرمنٹ لے کر ازمیر کے محلہ ”حطائی“ میں رہائش پذیرہوگئے۔ آپ کے گھر میں ٹیلیفون نہیں تھا۔ تاکہ لوگ آپ کے آرام میں خلل انداز نہ ہوسکیں۔ گھر میں ٹی وی بھی موجود نہیں تھا۔ آپ سارا دن جماعت احمدیہ کے شائع کردہ

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

حضرت مولاناشیر علیؓ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔ شناسیؔ صاحب نے ہمیں بتایا کہ اُنہوں نے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کتاب ’’دیباچہ تفسیر القرآن‘‘ کا انگریزی ترجمہ کرکے محکمہ اوقاف اور امور دینیہ ترکی کے سامنے پیش کیا۔ اُنہوں نے فوراً ہی اس ترجمہ کو 10 ہزار کی تعداد میں شائع کردیا۔

جیسا کہ میں عرض کرچکی ہوں کہ میں استنبول میں اکیلی احمدی تھی۔ بعد میں میری والدہ محترمہ بھی بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہو گئیں۔ لیکن میری بہنیں بالعموم اپنے خاوندوں کے زیرِ اثر احمدیت میں داخل نہ ہوئیں۔ لیکن میری چھوٹی بہن سماء خانم اُن سے مختلف نکلیں۔ ایک دفعہ میں نے اپنی اُس بہن کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک کی اور وہ راضی ہوگئیں۔ قریباً ساڑھے 3 گھنٹے کی فلائیٹ میں مجھے اچھا موقع ملا اور میں نے ان کو احمدیت سے روشناس کرایا۔ وہ جہاز کے اندر ہی احمدیت قبول کرکے میرے ساتھ شامل ہوگئیں۔ میری بہن کی قبولیتِ احمدیت کا واقعہ بھی میری طرح اور امی جان کی طرح ہی تھا۔ بغیر کوئی سوال پوچھے، بغیر سوچنے کے لئے کچھ مدت طلب کرنے کے میری بہن نے لندن پہنچ کر اپنے ہاتھ سے بیعت فارم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا۔ البتہ میری بہن نے مجھے صرف یہ ضرور کہا تھا کہ آپ نے اتنی دیر کیوں کی۔ اور مجھے احمدیت کے بارہ میں پہلے کیوں نہ بتایا؟ جوں جوں دن گزرتے گئے جماعت کے بارہ میں میرے علم میں اضافہ ہوتا گیا اور نظام جماعت سے بھی میری واقفیت بڑھتی چلی گئی۔ میں نے چندہ کا علم ہونے پر ہر چندہ کی ادائیگی بھی شروع کردی اور وصیت کے نظام میں بھی شامل ہوگئی۔ میری بے حد خواہش تھی کہ دوسرے لوگ بھی جماعت میں داخل ہوں۔ 1990ء میں ایک مربیؔ مکرم محمد احمد راشدؔ ترکی زبان کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے استنبول آئے۔ ترکی جماعت میں بھی آہستہ آہستہ اضافہ ہونے لگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مجھے صدر لجنہ مقرر فرمایا۔ میں نے نظام وصیت میں شامل ہونے کے بعد اپنی ساری جائیداد کا دسواں حصہ بھی ادا کردیا اور چندہ کی ادائیگی کے علاوہ دوسری ترک احمدی بہنوں کو بھی چندہ کی طرف توجہ دلائی اور نظام وصیت میں شامل ہونے کی بھی تلقین کی۔ الحمد للہ قریباً ساری بہنیں نظامِ وصیت میں شامل ہو گئیں۔ ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے پروگرام دن بدن اہمیت اختیار کر گئے۔ لقاء مع العرب، ترجمۃ القرآن کلاس،اردو کلاس، مجالس سوال و جواب، ہومیو پیتھی کلاس و دیگر پروگرام اور بالخصوص خطباتِ جمعہ میرے لئے غیر معمولی دلچسپی کا باعث تھے۔ ان پروگراموں کے ذریعہ ہمارے علم میں بھی اضافہ ہوتا رہا اور جماعت اور خلیفۂ وقت کی محبت بھی ہمارے دلوں میں گھر کرتی چلی گئی۔

بھائی شمس نے ایک تجویز میرے سامنے رکھی۔ اُنہوں نے کہا کہ تم بنک سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لو اور اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردو۔ چنانچہ حضور انور کی خدمت میں خط لکھا گیا اور مجھے لندن طلب کرلیا گیا۔ لندن پہنچنے پر حضور انور نے مجھے ٹرکش ڈیسک لندن میں خدمت پر مامور فرمایا۔ یہاں تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتی ہوں کہ لندن آتے ہوئے میں نے نہ صرف بنک سے ریٹائرمنٹ لی بلکہ اپنا ذاتی مکان بھی جماعت کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کردیا۔ 1998ء میں مجھے اطلاع ملی کہ میری والدہ نمونیہ کی وجہ سے بیمار ہیں اور اسپتال میں داخل ہیں۔ میں حضور انورکی اجازت سے استنبول پہنچی۔ میری والدہ کو قبل ازیں ہارٹ اٹیک بھی ہوچکا تھا۔ ذیابیطس کی بیماری نے زور مارا اور میری والدہ وفات پاگئیں۔ اللہ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ نے ایک مجلس میں میری والدہ کا ذکر خیر فرمایا اور اُن کے اوصاف حمید بیان فرمائے۔ اپنی والدہ کی وفات کے بعد واپس آکر لنڈن پہنچ کر خدمت دین میں مصروف ہوگئی۔ جتنا عرصہ مجھے استنبول میں گزارنا پڑا تھا اُس کمی کو دور کرنے کے لئے میں دن رات کام میں لگی رہتی اور جب تک میرا بدن تھکن سے چور نہ ہوتا میں کام میں مصروف رہتی ۔

میں نے ’’اندھیرے سے روشنی تک کا سفر‘‘ اس غرض سے بیان کیا ہے کہ آنے والی ترک احمدی نسلوں کو پتہ لگے کے احمدیت کا پودا ترکی میں کیسے لگا اور کیسے پروان چڑھا۔ نیز اگر ان کو کوئی قابلِ تقلید چیز نظر آئے تو وہ اُسے شوق سے اختیار کرنے والے ہوں۔ آنے والی نسلوں اور آج کے تمام احمدیوں کے لئے میرا ایک ہی پیغام ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام برکتیں خلافت احمدیہ کے قدموں سے وابستہ ہیں۔ آج خدا تعالیٰ کی رضا کا یہی طریق ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کے ارشادات پر دل و جان سے عمل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ از صفحہ 6

ان حکام جن میں vice-President اور سابقہ صدر مملکت شامل تھے ان کو جماعت کے مختلف اسٹالز کا دورہ بھی کروایا گیا۔ Humanity First کے اسٹال میں جماعت احمدیہ کی مختلف ممالک میں اہم سرگرمیاں اور پراجیکٹ کی تفصیلات و تصاویر کے banners اور posters نصب تھے۔

اسی طرح Exhibitionمارکی میں اسلام کی تاریخ اور احمدیت کے سفر کا مختصر تعارف خوبصورت رنگ میں مختلف صورتوں میں نصب کیا گیا۔ قرآنی آیات، احادیث رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی مبارک تحریرات مزین کی گئیں۔ روحانی خزائن کی کتب اور خلفاء احمدیت کی تصنیفات کا بھی ایک سیکشن مقرر کیا گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ جماعتی کیلنڈر اور کتب کی فروخت کا انتظام کیا گیا۔Raqeem Pressاور AIMS کے بھی اسٹال لگائے گئے جس سے احباب جماعت نے خوب فائدہ اٹھایا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانان کے کھانے کا بھی خاص خیال رکھا گیا۔ تینوں دن بروقت احباب کو کھانا دیا گیا جس کو دیکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے حالات یاد آگئے جب چند لوگوں کا

کھانا بھی ایک محال امر تھا مگر آج حضرت مسیح موعودؑ کے دل کی عمیق ترین گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعاؤں کوجو کہ عرش الٰہی پر مقبول ہوئیں آج صرف غانا میں3 وقت دن میں تقریباً35 ہزار لوگوں کو کھانا کھلایا جا رہا ہے۔

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں8 ہسپتالوں کے blood banks جلسہ گاہ پہنچے اور احمدیوں نے کل 2ہزار707خون کی بوتلیں خدمت انسانیت کے لئے تحفہ میں دیں۔فالحمدللّٰہِ علٰی ذَالِکَ

اللہ کے فضل و کرم سے MTA Africa کے تحت جلسہ سالانہ کی تمام کارروائی You tube اور Facebook پر live نشر کی گئی جبکہ Twitterاور Instagram پر بھی باقاعدہ پوسٹس اور تصاویر لگائی گئیں۔

امیر صاحب غانا نے جلسہ سالانہ کی اختتامی تقریب میں کل حاضری کا ذکر کرتے ہوا کہا کہ اس سال 35ہزار 375ا حباب جماعت جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ الحمدللہ

جلسہ سالانہ کا اختتام اتوار 5جنوری 2020ء کو تقریباً 3 بجے دعا کے ساتھ ہوا جس کے بعد احباب جماعت اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

طلوع و غروب آفتاب

17جنوری 2020	طلوع	غروب
مکہ مکرمہ	05:43	18:00
مدینہ منورہ	05:48	17:55
لندن	06:00	16:26
قادیان	06:03	17:48
ربوہ	05:42	17:28